تالہ مت توڑیں،
اسے چابی سے کھولیں

جہاد پالیسی سے متعلق موصول ہونے والے ایک خط کا جواب

زیرِ نظر، اور اس سے اگلا مضمون جہاد پالیسی سے متعلق ہیں، جن کی حیثیت ایک نکتۂ نظر کی ہے، اور جو ہم نے ماہنامہ "صراطِ مستقیم" کراچی سے نقل کیے ہیں ـــــ اس لیے کہ اہلِ حدیث کا ایک گروپ جہاد کے نام پر مرکز سے کٹ چکا، اور اس سے مسلسل ورہوتا چلا جارہا ہے ـــــ جماعت کے اصحابِ علم و دانش سے ہماری درخواست ہے کہ وہ اس مسئلہ پر کھل کر روشنی ڈالیں، ساتھ ہی ساتھ ان اسباب وعوامل کا جائزہ بھی لیں جو اس گروپ کی علیحدگی کا باعث بنے ہیں ـــــ ہمیں امید ہے، ہماری یہ درخواست رائیگاں نہیں جائے گی اور علماء وزعمائے اہلِ حدیث اس نازک موقع پر اہلِ جماعت کی راہنمائی فرمائیں گے، تاکہ جماعتی اتحاد کی کوئی صورت میسر آسکے ـــــ "حرمین" کے صفحات ان کی قابلِ قدر نگارشات کے لیے حاضر ہیں ـــــ فجزاہم اللہ خیرا!

اللّٰھمّ وفّقنا لما تحبّ وترضیٰ ـــــ آمین! (ادارہ)

صراطِ مستقیم ماہ جون کا شمارہ تیاری کے آخری مراحل میں تھا کہ ہمیں لاہور سے عبداللہ نام کے (شاید موصوف کا اصل نام کچھ اور ہے) ایک صاحب کا خط موصول ہوا جس میں انہوں نے مولانا اختر محمدی، اہلحدیث جانباز فورس پاکستان اور صراطِ مستقیم کو جہادِ کشمیر کے مخالف قرار دیا۔ موصوف نے ماہ اکتوبر کے صراطِ مستقیم میں مولانا اختر محمدی کی جہاد پالیسی پر مبنی مضمون کو ہدفِ تنقید بنایا اور اسی کی روشنی میں مندرجہ بالا فیصلہ صادر فرمایا۔ موصوف نے اپنے خط میں غیر شائستہ اور غیر مہذب الفاظ کے استعمال سے بھی دریغ نہیں کیا۔ ساتھ ہی ساتھ انہوں نے ماہ مئی کے ایک مجلّے کے مضمون بعنوان "کیا خلیفہ کے بغیر جہاد نہیں ہو سکتا؟" کی فوٹو اسٹیٹ اس تبصرے کے ساتھ بھیجی ہے کہ "اسے

پڑھ کر تم لوگ جہاد کی اہمیت و فضیلت سے آگاہ ہو گے' نیز یہ بھی جان لوگے کہ جہاد کس وقت تک کیا جاتا ہے اور جہاد کرنے کے کیا مقاصد ہوتے ہیں۔" موصوف مزید لکھتے ہیں کہ "یہ تحریر پڑھ کر بتاؤ کیا ہمارا جہاد شرعی نہیں' شرعی طریقے سے شرعی مقاصد کے تحت نہیں ہو رہا؟" اس خط میں اگر موصوف نے صرف ذات کو تنقید کا نشانہ بنایا ہوتا تو یقیناً" ہم اسے نظرانداز کردیتے' لیکن کیوں کہ موصوف کا خط اور بھیجا ہوا مضمون ہماری فکر پر اعتراض ہے' اس لئے ہم جواب دینے پر مجبور ہیں۔

ہمیں حیرت ہے کہ موصوف کو ہماری جہاد پالیسی پڑھ لینے کے بعد بھی یہ بات سمجھ نہ آئی کہ ہم جہاد کی اہمیت و فضیلت کے کس قدر معترف ہیں۔ ان کے بھیجے ہوئے مضمون کے پہلے پیراگراف میں جہاد کی جو اہمیت و فضیلت بیان کی گئی ہے' ہم اس سے بھی زیادہ کے قائل ہیں' جس کا ثبوت ماہ اکتوبر میں شائع ہونے والی جہاد پالیسی کے ابتدائی پیراگراف ہیں' جن میں جہاد کو اسلام کی روح اور امامت کی منزل حاصل کرنے کا واحد راستہ قرار دیا گیا تھا' جسے ترک کردینے کا نتیجہ ذلت و رسوائی بتایا گیا تھا۔ اور

کتنی زیادتی کی بات ہے کہ جو لوگ عملاً جہاد کر رہے ہوں ان پر جہاد کے مخالف ہونے کا فتویٰ صادر کیا جائے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث کا حوالہ دیکر نتیجہ نکالا گیا تھا کہ جہاد ایمان کی علامت ہے اور اس سے روگردانی نفاق کی علامت ہے۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ اگر کوئی آیات و احادیث کے مفہوم کو بدل کر مومن کا طرزِ عمل دیکھے' اسے کتاب و سنت کے خلاف نظر آئے گا' جہاد کی ہمہ گیر شرعی اصطلاح کو اس کے وسیع مفہوم میں استعمال نہ کرنے کا نتیجہ یہ نکلے گا بلکہ نکل رہا ہے کہ بہت سے ایسے مخلص لوگ جو درحقیقت جہاد کر رہے ہیں' انہیں مجاہد نہیں سمجھا جاتا۔ جہاد کے اس مفہوم پر امت کا اجماع ہے کہ "ہر وہ کوشش' جس کا مقصد اللہ کے دین کی سربلندی ہو' جہاد ہے۔" صراطِ مستقیم میں ابھی تک بڑے بڑے علماء کے انٹرویو شائع ہوئے ہیں' تقریباً" تمام نے جہاد کا یہی مفہوم بتایا ہے اور ہاتھ پیر' قلم و زبان سے کی جانے والی ہر اس کوشش کو' جو اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے کی گئی ہو' جہاد قرار دیا ہے۔ اس لئے اہلحدیث جانباز فورس اور اس کے افراد کی تمام جدوجہد جہاد کے زمرے میں آتی ہے کیوں کہ اس کا مقصد دین کی سربلندی ہے' کتنی بیوقوفی کی بات ہے کہ جو لوگ عملاً" جہاد کر رہے ہوں' ان پر جہاد کے مخالف ہونے کا فتویٰ صادر کیا جائے۔

اصل میں تنگ نظری ہماری جماعت کے بہت سے افراد کا وطیرہ بن گیا ہے' ایک طرف جہاد کے وسیع معنوں کو "تنگ" کردیا گیا ہے' اور دوسری طرف تنگ نظری اپنے دوسرے روپ میں جہاد کے طریقہ کار پر بحث کرنے والوں کو بے دریغ جہاد کا مخالف قرار دے دیتی ہے۔ ماہ اکتوبر کے جہاد پالیسی والے مضمون میں یہ لکھا گیا تھا کہ کسی ایسے شخص کو نماز کا منکر قرار دے دینا درست نہیں جو غیر مسنون نماز پر اعتراض کرتا ہو اور کہتا ہو کہ نماز کا یہ طریقہ صحیح نہیں۔ جہاد کا انکار' اور جہاد کے طریقہ کار سے اختلاف' دو مختلف باتیں ہیں' ایک منافقت ہے اور دوسری ایمان کی علامت ہے' کیوں کہ صحابہ کرام علیہم رضوان میں بھی ایسا اختلاف ہو جاتا تھا' جیسا کہ غزوۂ احد کے موقع پر بہت سے لوگوں کا کہنا تھا کہ مدینہ میں رہ کر جنگ لڑی جائے' اور اکثریت کا کہنا یہ تھا کہ باہر نکل کر لڑا جائے' کیوں کہ وہ ایک جماعت تھی' ایک امیر کے

تابع تھی۔ چنانچہ جو فیصلہ ہوا شب نے اس کو عملی جامہ پہنایا۔ اسی طرح ماہ نومبر کے شمارے میں معروف اہلحدیث دانشور اور جامعہ رحمانیہ ماڈل ٹاؤن لاہور کے مدیر حافظ عبدالرحمٰن مدنی کی تحریر: "جہاد کے لئے تنظیم و امارت کی اہمیت" شائع ہوئی تھی۔ انہوں نے بھی اس قسم کے لوگوں کی مذمت کی تھی، جو جہاد کے طریقہ کار کے صحیح یا غلط ہونے پر

شکست نہ دے لے، اس وقت تک وہ طاقتور باطل قوتوں کو کس طرح زیر کر سکتی ہے؟ اسی لئے موجودہ دور میں سب سے افضل جہاد یہی ہے کہ آپ جماعتِ حقہ کو صحتمند بنانے کی تگ و دو کریں، اس کے افراد میں جمود و بے حسی کا خاتمہ کریں۔ انہیں جماعت کے مقاصد کے لئے سرگرم و فعال بنائیں، انہیں ایک نظام میں جکڑیں، افراد کو علم و ہنر کے زیور سے آراستہ

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگیں حکمت عملی سے جیتی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا بڑا انقلاب چند سو مسلمانوں کی شہادتوں کے عوض برپا کیا جب کہ افغانستان و کشمیر میں لاکھوں مسلمانوں کی شہادتیں ہوئیں لیکن اب بھی ہم زیرو پوائنٹ پر موجود ہیں۔ جو اس بات کا ثبوت ہے کہ جہاد صحیح نہج پر نہیں ہو رہا۔

بحث کرنے والوں کو بلا جھجک جہاد کا مخالف قرار دے ڈالتے ہیں۔ انہوں نے لکھا تھا کہ "جو لوگ جہاد و قتال کے نعروں سے علم و تحقیق کی حوصلہ شکنی کرتے ہیں، وہ فکری لغزش کا شکار ہیں"۔ اور لکھا تھا کہ "جہاد کو منظم کرنے اور متحد ہو کر مساعی بروئے کار لانے کی تجویز کو جہاد کی مخالفت قرار دینا زیادتی ہے۔"

محدود جہاد کے علمبرداروں سے ہمارا اختلاف دو ٹوک اور واضح ہے، صراطِ مستقیم کے ذریعے منظرِ عام پر ہے۔ ایک ایسی جماعت کے ساتھ کسی بڑی مہم پر نکلنا، جس کا پچھتر فیصد سے زائد حصہ مفلوج اور ناکارہ ہو، عقلمندی نہیں۔ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نفس کے خلاف جہاد کو اسی لئے افضل قرار دیا تھا کہ جب تک کوئی بندہ اپنے نفس پر فتح حاصل نہ کر لے، اس وقت تک وہ باطل اور طاغوتی قوتوں کے خلاف جہاد کا حق بھی ادا نہیں کر سکتا۔ ایک اور حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کو ایک جسم سے تشبیہ دی ہے۔ اسی لئے جب تک جماعتِ حقہ خود اپنے آپ پر فتح حاصل نہ کر لے، لاحق بیماریوں کو

کریں، انہیں اسلامی کردار اور اسلامی اخلاق کا حامل بنائیں۔ کیوں کہ جب تک ایسا نہیں ہو گا، اس وقت تک دین کی سربلندی کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا۔ جذباتی اندازِ فکر نے امت کو تباہی کے دہانے پر پہنچا دیا ہے، اب ہم مزید اس کے متحمل نہیں۔ اب حقائق کا شعور حاصل کرنا ناگزیر ہو گیا ہے۔ سراب کے پیچھے خواہ کتنی تیزی سے بھاگا جائے، منزل نہیں ملتی۔

جماعتِ حقہ کے ساتھ ہمارا دوسرا میدانِ جہاد سرزمینِ پاکستان ہے۔ جہاد میں کفر و شرک، ظلم و ستم، فحاشی و عریانی اور تمام چھوٹے بڑے منکرات کی موجودگی میں پاکستان کو اس کے حال پر چھوڑ کر کسی دوسری جگہ کو اپنی جدوجہد کا مرکز و محور بنانا اسلامی طرزِ عمل ہرگز نہیں۔ کسی بھی جماعت کا ایسا طرزِ عمل

پاکستان کے مظلوموں کی فریاد بھی یہی ہے کہ اللہ ہمیں ان ظالم حکمرانوں اور اس ظالم نظام سے نجات دلا

بدگمانی پیدا کرتا ہے کہ آخر کیوں شرعی تقاضوں اور اپنے گردوپیش کے مظلوموں کی آہ و بکا کو نظرانداز کرکے جہاد کے لئے کسی دوسری جگہ جایا جارہا ہے؟

نظامِ فطرت کے شناسا حال میں مستقبل کی جھلک دیکھ رہے ہیں۔ اگر اس بات کی تسلی ہو کہ ہماری کشمیر میں جاری جدوجہد کے نتیجے میں وہاں کتاب و سنت کا نظام غالب ہوگا اور کشمیریوں پر ظلم و

خدانخواستہ متشدد لوگ اس وقت موجود ہوتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی نعوذباللہ منکرِ جہاد کا فتویٰ لگادیتے کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار سے دس سال تک جنگ نہ لڑنے کا معاہدہ کیا تھا۔

ستم کا دریا خاتمہ ہوگا تب بھی اسے جہاد قرار دینے اور اس میں حصے لینے کا جواز ملتا ہے لیکن جب ہر بابصیرت آدمی کو نظر آرہا ہے کہ موجودہ جاری جدوجہد کے نتیجے میں مذکورہ نتائج حاصل نہیں ہوسکتے، تو پھر آخر اپنے وسائل اور اپنی توانائیاں ادھر صرف کرنے کا کیا جواز ہے؟ ہماری سادہ لوحی کی انتہا یہ ہے کہ افغانستان میں ایک تجربہ کرنے اور اس کا نتیجہ سامنے آنے کے بعد پھر اسی تجربے کو دہراکر محض وسائل و توانائی کے ضیاع کا نتیجہ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

موصوف نے ہم سے سوال کیا ہے کہ ان کی بھیجی ہوئی تحریر پڑھنے کے بعد یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ان کا جہاد شرعی مقاصد کے لئے ہے؟ میرے محترم بھائی عرض یہ ہے کہ آپ کا بھیجا ہوا فوٹو اسٹیٹ مضمون نہ جانے علم کی کن بلندیوں پر سفر کرتے ہوئے تحریر کیا گیا ہے کہ اس میں احادیث اور واقعات سے **ایسا** استنباط ہے جو چودہ سو سال سے کسی عالم اور **فقیہہ** نے نہیں کیا جس کا ثبوت خود ان کے الفاظ بھی ہیں کہ "صلح حدیبیہ جسے عام طور پر لوگ صلح حدیبیہ کہتے ہیں میں اسے غزوہ حدیبیہ قرار دیتا ہوں۔" اسی طرح ابوبصیرؓ کی غیر منظم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر کی جانے والی کوششوں کو قابلِ فخر جہاد قرار دے ڈالا، جب کہ آج تک علماء ابوبصیرؓ کی کاروائیوں کو جہاد سے مختلف ظاہر کرنے کے لئے "مشاغبہ" (یعنی لڑائی جھگڑا) کا نام دیتے آئے ہیں۔ ایک مقام پر موصوف نے علماء سے شکایت کی ہے کہ وہ "کتب علیکم القتال" (تم پر قتال فرض کردیا گیا ہے) کو "کتب علیکم القصاص" (تم پر قصاص فرض کردیا گیا ہے) کے مثل قراردیتے ہیں "کتب علیکم الصیام" (تم پر روزے فرض کردیئے گئے ہیں) کی مثال کیوں نہیں دیتے؟ جو بالکل ایسا ہی سوال ہے کہ نماز بھی فرض ہے روزہ بھی فرض ہے یہ دونوں فرائض ایک ہی طریقے سے کیوں ادا نہیں کئے جاتے لازمی بات ہے کہ مختلف فرائض سے متعلق احکامات میں کچھ مختلف امور جماعت پر فرض کئے گئے ہیں اور کچھ امور انفرادی طور پر ہر فرد پر۔ قتال کا حکم جماعت کے لئے ہے نہ کہ ہر فرد کے لئے اور علماء نے جہاد کو فرضِ کفایہ قرار دیا ہے جب کہ روزہ فرضِ کفایہ نہیں اور پھر اگر موصوف کے سوال کو الٹا کرکے لوٹایا جائے تو ان کے پاس اس کا جواب کیا ہوگا کہ آپ "کتب علیکم القتال" کو "کتب علیکم الصیام" کے مثل کیوں قرار دیتے ہیں "کتب علیکم القصاص" کے مثل کیوں قرار نہیں دیتے؟۔

اس سوال ... [illegible] جواب میں کہ جہاد کب تک جاری رہے؟ مصنف سورۃ الانفال کی آدھی آیت بیان کرتے ہیں جب کہ اس سوال کا پورا جواب مکمل آیت میں ہے۔ کہنے والے نے:

"وقاتلوھم حتٰی لاتکون فتنۃ"

"اور ان لوگوں سے لڑتے رہو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے"

تک آیت کوڈ کی جب کہ بقیہ آیت یہ ہے کہ:

"ویکون الدّین کلّہ للّٰہ ج فان انتھوا فانّ اللّٰہ بما یعملون بصیر"

"اور دین سب اللہ ہی کا ہو جائے اور اگر باز آجائیں تو اللہ ان کے کاموں کو دیکھ رہا ہے"۔

گویا اللہ تعالیٰ نے کسی مقام پر قتال شروع کرنے کے بعد اس وقت تک جاری رکھنے کا حکم دیا ہے جب تک کہ فتنہ ختم نہ ہو جائے اور دین اللہ کے لئے خالص نہ ہو جائے یعنی دین کا مکمل غلبہ نہ ہو جائے۔ ہمارا یہ سوال ہے کہ کیا افغانستان میں قرآن کا بتایا ہوا یہ مقصد حاصل ہو گیا ہے جو وہاں سے بوریا بستر لپیٹ کر اپنا رخ کشمیر کی طرف کرلیا گیا ہے کیا افغانستان میں فتنہ ختم ہو گیا ہے؟ کیا وہاں دین سب کا سب اللہ کے لئے ہو گیا ہے؟ یعنی اسلامی نظامِ حیات کا مکمل غلبہ ہو گیا ہے؟ یقیناً وہاں ایسا نہیں ہوا بلکہ اب افغانستان کی صورتِ حال ماضی سے زیادہ خراب ہے وہاں فتنوں کے ایک نئے دور کا آغاز

جہاد کا مقصد ہے؟ لکھا گیا ہے کہ "بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ کلمۃ اللہ کی سربلندی ہی جہاد کا مقصد ہے" گویا یہ بات درست نہیں ہے بلکہ جہاد کے کچھ اور مقاصد بھی ہوتے ہیں اور مضمون میں بخاری کی ایک حدیث کے حوالے سے اجر کا حصول، مالِ غنیمت اور جنت کا حصول کو جہاد کے شرعی مقاصد قرار دیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ انفرادی مقاصد ہیں جماعتی نہیں جہاد جماعت پر فرض ہے جس کا مقصد اللہ کے دین کی سربلندی ہے۔ اور پھر مالِ غنیمت بھی اس وقت حاصل ہوتا ہے جب مدِمقابل باطل قوتوں کو شکست سے دوچار کیا جاتا ہے اور اجر و ثواب اور جنت کا حصول بھی اسی وقت ممکن ہے جب کہ دین کو سربلند کرنے کے مقاصد کو سامنے رکھ کر منظم انداز میں جہاد کیا جارہا ہو۔ بلکہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ جہاد کا مقصد اللہ کے دین کی سربلندی ہے اور جہاد کرنے والوں کو جہاد کے نتیجے میں مالِ غنیمت یا اجر و ثواب یا جنت میں سے کوئی ایک یا تینوں چیزیں حاصل ہوتی ہیں۔

جہاد کے غیر متنازعہ مقصد میں تبدیلی کی ضرورت

اگر یہ سوال الٹا کر کے سوال کرنے والے پر دہرایا جائے تو ان کا جواب کیا ہو گا کہ کتب علیکم القتال کو کتب علیکم الصیام کے مثل کیوں قرار دیتے ہیں۔ کتب علیکم القصاص کے مثل کیوں قرار نہیں دیتے؟

ہو چکا ہے، کسی کی جان مال عزت آبرو محفوظ نہیں رہی۔ کیا افغانستان کے مظلوم مسلمان آپ کی توجہ کے مستحق نہیں ہیں؟ اعداد و شمار بتا رہے ہیں کہ گزشتہ چند ماہ میں افغانستان میں کشمیر سے زیادہ مسلمانوں کا جانی نقصان ہوا ہے۔ کیا ان مظلوموں کی مدد کے لئے آسمان سے فرشتے نازل ہوں گے؟

آگے چل کر اس مضمون میں اس غیر متنازعہ مسئلے کو متنازعہ بنایا گیا ہے کہ کلمۃ اللہ کی سربلندی ہی

شاید اس وجہ سے پیش آئی کہ خود کہنے اور لکھنے والوں اور ان کی جماعت کو اس بات کا یقین ہے کہ افغانستان کی طرح کشمیر میں بھی جہاد کا قرآنی مقصد حاصل نہیں ہو سکتا چنانچہ لوگوں کو یہ کہہ کر مطمئن کردیا جائے چلو دین کا غلبہ نہیں ہورہا تو کیا ہوا، شہادتیں اور اجر و ثواب تو حاصل ہو رہا ہے، حالانکہ شہادت اور اجر و ثواب کی آرزو اور خواہش رکھنے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ جہاد کے مقصد کو فراموش

کردیا جائے۔ اگر کوئی ایسا کرنے کی دعوت دیتا ہے تو پھر اس کی نیت پر شبہ کرنے والے حق بجانب ہیں۔

مضمون میں سورۃ النساء کی آیت نمبر ۷۵ کا حوالہ دیکر بھی اپنے جاری جہاد کا جواز بنایا گیا ہے۔ آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ:

"اور تم کو کیا ہوا ہے کہ اللہ کی راہ میں ان بے بس مردوں اور عورتوں اور بچوں کی خاطر نہیں لڑتے جو دعائیں کیا کرتے ہیں کہ اے پروردگار ہم کو اس شہر سے جس کے رہنے والے ظالم ہیں نکال کر کہیں اور لے جا اور اپنی طرف سے کسی کو ہمارا حامی بنا اور اپنی ہی طرف سے کسی کو ہمارا مددگار مقرر فرما"۝

کیا یہی فریاد پاکستان میں بسنے والے کروڑوں عوام کی نہیں، جو اس باطل اور طاغوتی نظام کے ڈسے ہوئے ہیں اور اس قدر مسائل کا شکار ہیں کہ موت کی آرزو کرتے ہوئے بھی ڈرتے ہیں کہ اگر مر گیا تو گھر والوں کے لئے ایک نئی مصیبت کھڑی ہو جائے گی۔ کبھی ہسپتالوں میں داخل مریضوں اور ان کے لواحقین کے حالات سنیں، جو گھر کے برتن بیچ بیچ کر زندگی بچانے کی کوششیں کر رہے ہیں۔ کبھی تھانوں، عدالتوں اور جیلوں کے چکر لگائیں، جہاں نہ جانے کتنے بے گناہ اور ان کے لواحقین سسکتے نظر آتے ہیں، مر مر کے جی رہے ہیں۔ ان کی فریاد بھی یہی ہے کہ اللہ ہمیں ان ظالم حکمرانوں اور اس ظالم نظام سے نجات دلا۔ کیا ہمارا پہلا فرض ان کی داد رسی نہیں ہے؟

مضمون میں صلح حدیبیہ کا تذکرہ بھی کیا گیا، اور کہنے والے کے بقول وہ غزوہ حدیبیہ تھا، کیوں کہ اللہ نے اسے فتح قرار دیا ہے۔ یہ تو اب کہہ رہے ہیں ورنہ خدانخواستہ متشدد لوگ اس وقت موجود ہوتے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی نعوذ باللہ منکرِ جہاد کا فتویٰ لگا دیتے، کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس سال تک جنگ نہ لڑنے کا معاہدہ کیا تھا۔

اگر خط لکھنے والے ہمارے محترم بھائی تھوڑی سی بصیرت کا مظاہرہ کریں تو صلح حدیبیہ کے ذریعے ہی یہ بات سمجھ سکتے ہیں کہ حکمتِ عملی کے تحت تلوار نیام میں رکھ لینا بھی عین جہاد ہے۔ میرے بھائی انسانی خون بہانا کوئی گڈے گڑیا کا کھیل نہیں کہ نتیجے سے بے نیاز ہو کر بطورِ مشغلہ یا بطورِ کاروبار اسے کھیلا جاتا رہے۔ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگیں حکمتِ عملی سے جیتی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا بڑا انقلاب چند سو مسلمانوں کی شہادتوں کے عوض برپا کیا۔ جب کہ افغانستان اور کشمیر میں لاکھوں مسلمانوں کی شہادتیں ہوئیں، لیکن مقاصد کے اعتبار سے اب بھی ہم زیرو پوائنٹ پر موجود ہیں، جو اس بات کا ثبوت ہے کہ جہاد صحیح نہج پر نہیں ہو رہا۔ اصل بات یہ ہے کہ ہمارا طرزِ عمل جذباتی رہا ہے، ہم چابی سے تالا کھولنے کے بجائے اسے توڑنا چاہتے ہیں، اور توڑنے کی قوت بھی نہیں رکھتے۔ اور پھر اگر قوت کے زور سے تالہ توڑ بھی لیا جائے تو پھر وہ قابلِ استعمال نہیں رہتا۔ اپنی غلطی کا اعتراف کر کے صحیح سمت میں جدوجہد کی ضرورت ہے۔

اور جدوجہد کی صحیح سمت یہی ہے کہ سب سے پہلے اہلحدیث جماعت کو متحد و منظم اور مضبوط بنانے کی سعی کی جائے اور اہلحدیث افراد کو باشعور، بیدار اور اسلامی اخلاق و کردار کا حامل بنایا جائے۔ جدوجہد کا صرف یہی راستہ اسلام کی سربلندی کی منزل کی جانب جاتا ہے۔ اور الحمدللہ ہم جدوجہد کے اسی راستے پر گامزن ہیں، اور آپ سمیت ان تمام افراد کو جو مظلوم مسلمانوں کو ظلم سے نجات دلانا چاہتے ہیں، اس جدوجہد میں شرکت کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔